ڈاکٹر عبدالواجد تبسم*

ہندکو اردو ماہیے کا ثقافتی اور فکری اشتراک

Abstract: *Hindko is widely spoken language in Khyber Pakhtunkhwa. Like other languages of Pakistan it has its history, culture and folk literature. In folk literature Maya is the most important genre than any other. It is often sung on important cultural events. It has got its popularity throughout Hindko region. It is mostly written on romantic themes. However it is also influenced by the other impacts of the society. This article is the critical analysis of the topics and thought of Maya in different cultures of society over the years.*

ماہیہ پاکستانی زبانوں بالخصوص ہندکو اور پنجابی میں ایک خاص تہذیبی اور ثقافتی اہمیت رکھتا ہے شادی بیاہ کا موقعہ ہویا بعض دیگر ثقافتی تقریبات اور نجی اجتماعات ، دوست احباب اور خواتین کی ٹولیاں، باہم مقابلے کی فضا پیدا کر کے کورس کی صورت میں یا اکیلے اسے گاتے ہیں۔سازوں میں، ڈھول، تھال، گھڑا استعمال کیا جاتا ہے جبکہ پیشہ ور، باجے،نفیری ،ڈھولک اور بانسری کی لے سے ماہیے گاتے ہیں اور اس موقع پر ساز وآواز یکجا ہو کر عجیب سحر کی کیفیت پیدا کر تے ہیں۔ماہیے کا شمار ہندکو، پنجابی، سرائیکی اور کشمیر کے پہاڑی بولنے والے علاقوں کی اہم لوک اصناف میں ہوتا ہے۔جہاں تک اس کی ہیئت کا تعلق ہے اس ضمن میں پروفیسر صوفی رشید رقم طراز ہیں:

”ماہیا اپنی ہیئت میں بڑا ہی کڑا اور تغیر ناپذیر پر واقع ہوا ہے۔ تین مصرعوں یا بولوں سے باہر اور قافیے اور موزوں کے خاص التزام کے بغیر ماہیے کا تصور نا ممکن ہے۔ اسے اس کی معروف اور متعین لے ہی میں گایا جا سکتا ہے۔ یہ نہ ثلاثی ہے نہ ہائیکو۔ یہ ماہیا ہے اور ماہیا رہنا ہی اسے پسند ہے۔ فارسی عربی عروضی اوزان میں اس کے مصرعوں یا بولوں کی تقطیع کرنا بھی کارعبث ہے۔ تینوں مصرعوں یا بولوں کا وزن مقامی اور مخصوص ہے،ماہیا پہلا مصرع یا بول بالعموم آہنگ اور ہیئت

*اسسٹنٹ پروفیسر / شعبہ پاکستانی زبانیں،علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

بر قرار رکھنے کے لیے ہوتا ہے۔ ضروری نہیں کہ اس کے معنی ماہیے کے مرکزی خیال یا معنی سے مطابقت رکھتے ہوں۔ البتہ گاہے گاہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ با اعتبار ماہیے کا پہلا بول یا مصرع بقیہ دو بولوں یا مصرعوں کے مطابق ہو جاتا ہے بلکہ جزو لاینفک بن جاتا ہے"۔(۱)

ماہیے کا تخلیقی سرمایہ خیبر پختون خوا کے ہندکو بولنے والے علاقوں، کشمیر اور پنجاب کے اکثر علاقوں میں مشترک ہے، اس کی بنیادی وجہ ان علاقوں کی جغرافیائی، لسانی اور ثقافتی قربتوں کا ایک ہونا ہے۔ یہ اشتراکات ایک تہذیبی اور لسانی ورثے کے امین اور تہذیبی وحدت کی علامت ہیں۔ جہاں تک ماہیے کے موضوعات کا تعلق ہے تو اس کا موضوع اتنا ہی وسیع ہے جتنی خود انسانی زندگی مگر اس کی عمومی فضا اور لب و لہجے پر عاشقانہ رنگ غالب ہے۔ خطاب عورت کی طرف سے ہے جو اپنے محبوب کے ناز و انداز، حسن، عشق و وصال اور سب سے بڑھ کر ہجر و فراق اور انتظار کی شدت گرفتہ ہے۔ نسائی لب و لہجے، جذبات کی بے ساختگی، معصومانہ ناز و انداز ماہیے کی شدت کو دو آتشہ کرتے ہیں۔ اظہار عشق کا یہ بے ساختہ انداز ماہیے کے مصرعوں میں جذبات کی ایسی شدت بھر دیتا ہے کہ بات کانوں میں رس گھولنے لگتی ہے اور سینے میں آگ سی بھڑک جاتی ہے۔ انسانی جذبات و احساسات کی ترجمانی کا اظہار جس شدت سے ماہیے میں ہوا ہے شاید ہی کسی دوسری لوک صنف میں نظر آئے گا نمونے کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں :

شیشہ ٹٹا ہویا نہیں جڑ دا
قسم خدا دی چناں
دل دتا ہویا نہیں مڑ دا

ترجمہ: ٹوٹا ہو آئینہ نہیں جڑ سکتا
خدا کی قسم اے چاند جیسے محبوب
اگر کسی کو دل دے دیا جائے تو واپس نہیں مل سکتا(۲)۔

شڑکاں تے رُڑ بٹیا
جن ہاں یاری نہیں لائی
انہاں دنیا تے کے کھٹیا

ترجمہ: اے پتھر سڑک پر لڑھکو
جنھوں نے محبت نہیں کی

انھوں نے دنیا میں کیا حاصل کیا(۳)

چھکڑے تے لون آیا
راہ تیرا تک تک کے اکھیاں وچوں خون آیا

ترجمہ: ٹرک پر نمک آیا
تمھاری راہ دیکھتے دیکھتے آنکھوں سے خون آنے لگا ہے۔(۴)

عشقیہ موضوعات کے بیان سے نہ سمجھ لینا چاہیے کہ ماہیے کا بیان صرف معاملات عشق تک محدود ہے۔ اس نے نہ صرف اپنے قرب و جوار میں پھیلے زندگی کے ان گنت مسائل کو اپنا موضوع بنایا ہے بلکہ عالمی سطح پر پیدا ہونے معاشرتی اور معاشی نظام کی ترجمانی کا بھی حق ادا کیا ہے اور اس نتیجے میں پیدا ہونے والے فکری رویے بھی اس کا موضوع رہے ہیں ۔ حصول رزق کے لیے شبانہ روز جدو جہد اور اس کے لیے ہجرت وطن ایک ایسا المیہ ہے جس نے ماہیے کی صنف میں اظہار کیا ہے۔ ماہیے میں "پردیس یا پردیسی" ایک ایسا استعارہ ہے جس کے پردے محبوب غمِ روزگار کے ہاتھوں مجبور اور بے بس ہو کر دیارِ غیر میں در در کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہے اور اس کا عاشق دیس میں اس کے انتظار میں بے بسی کی تصویر بنا ہے، چند مثالیں دیکھئے :

کُرتے سوائے ہوئے نی
ماہیے دے خط سوہنڑیں
سینے نال لائے ہوئے نی

ترجمہ: کرتے سلوائے ہوئے ہیں
محبوب کے خوبصورت خطوط
سینے کے ساتھ لگا کر رکھے ہوئے ہیں(۵)

کپ کے مکئی چھلاں
اوہ کیہڑا دن ہوسی
جدوں ماہیا تے میں ملساں

ترجمہ: مکئی کاٹ کے چھیلیں گے

وہ کون سا دن ہو گا
جب میں اور محبوب ملیں گے(۶)

ہندکو ماہیے نے مقامی فضا کو مدنظر رکھتے ہوئے عالمی سطح پر بدلتے منظر نامے اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی فکر کو بھی اپنا موضوع بنایا ہے۔ عالمی استعمار نے جس انداز سے تیسرے درجے کے ممالک کو جنگ کا ایندھن بنایا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں،موجودہ عہد میں بھی اس کی مختلف صورتیں ہمارے سامنے ہیں،اگر چہ ماہیے کا عاشقانہ مزاج اس موضوع کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا مگر پھر بھی،ماہیے نے اس بدلتے منظر نامے اور اس کے نتیجے میں پروان چڑھنے والی فکر کو خود میں بہت حد تک سمیٹنے کی کوشش کی ہے:

جوڑے کاواں دے
جرمن ہوش کریں
بچے آئی نی ماواں دے

ترجمہ: کوئوں کے جوڑے
جرمن ہوش سے کام لیں
مائوں کے بچے (تم سے لڑنے) آئے ہیں(۷)

ڈونگے کھو وچ لیہ ہ گئی آں
مولا میری شرم رکھیں ہتھ کوفیاں دے پے گئی آں

ترجمہ: گہرے کنوئیں میں اتر گئی ہوں
مولا میری شرم رکھنا میں کوفیوں کے ہاتھ پڑ گئی ہوں(۸)

ہندکو ماہیے کا فکری سفر یہیں تک محدود نہیں بلکہ اس نے انسان دوستی جیسے موضوعات کے ساتھ ساتھ بنیادی انسانی نفسیات کی بھی عکاسی کی ہے۔حمد، نعت، منقبت اور الوہی نظام فکر کی عکاسی جیسے موضوعات کی مثالیں بھی ہمارے سامنے موجود ہیں :

چمنی وچ تیل نئیں آ
وسیں گوانڈے تے
ملڑیں دی وہیل نئیں آ

ترجمہ: چمنی میں تیل نہیں (چمنی ٹین کی بنی ہوئی بتی جس سے راتوں کو گھروں

میں روشنی کرتے تھے)

تو پڑوس میں بستا ہے،
مگر ملنے کی فرصت نہیں(۹)

ماہیہ جب پاکستانی زبانوں سے اردو میں آیا تو اس کی ہیئت تو وہی رہی مگر اس کے مزاج میں تبدیلی آئی اگرچہ اس نے اردو کا لباس تو پہن لیا مگر جو مزاج پاکستانی زبانو ں میں تھاوہ تو پیدا نہ ہو سکا البتہ اس نے موضوعاتی اور فکری سطح پر ہندکو ماہیے کا تتبع کیا ہے۔اس نے بھی ہندکو ماہیے کی طرح حمد ،نعت سے لے کر معاملات عشق تک اور پھر زندگی کے بنیادی مسائل اور معاشرے کے بدلتے رجحانات کی عکاسی کی ہے۔ڈاکٹر انور سدید اردو ماہیے سے متعلق رقم طراز ہیں :

"ماہیا میں بالعموم ایسا خیال، تجربہ یا تاثر پیش کیا جاتا ہے جو تیکھا ہو اور زبان سے ادا ہوتے ہی دل میں اتر جائے۔۔۔اردو ماہیے میں پنجاب کے مقامی موضوعات،لوچ اور لطافت کو بڑی خوبی سے قائم رکھا گیا ہے ہجر اور وصال کے مضامین کے علاوہ اب جدید تصور و تاثر کو بھی اظہار کی راہ ملنے لگی ہے، جس سے اس کا مزاج بدلنے لگا ہے۔"۔(۱۰)

اردو میں ماہیے کی ابتدا ہمت رائے شرما نے ۱۹۳۶ء میں کی جو انھوں نے فلم خاموشی کے لیے خلقت کیے تھے (۱۱) یہاں ان کے چند ماہیے درج کیے جاتے ہیں:

سر مست فضائیں ہیں
پیتم پریم بھری
پھاگن کی ہوائیں ہیں

اک بار تو مل ساجن
آکر دیکھ ذرا ساجن
ٹوٹا ہوا دل ساجن

اس کے بعد ماہیا لکھنے والوں کی ایک کھیپ نظر آتی ہے ،جنھوں نے ماہیے کے بنیادی موضوع سے لے کر زندگی کے دیگر موضوعات ہندکو ماہیے کا تتبع کیا ہے مثلا:

باغوں میں پڑے جھولے
تم بھول گئے ہم کو
ہم تم کو نہیں بھولے

(چراغ حسن حسرت)

آنکھوں میں بھری ہے ریت
طوفان کے ہاتھوں سے
پامال ہوئے میرے کھیت
(سیما شکیب)

اگرچہ اب قفس میں بھی نہیں ہوں
میں نیلے پانیوں پر کیا اڑوں گا
کہ اپنی دسترس میں بھی نہیں ہوں
(حسن عباس رضا)

چاندی ہی چاندی ہے
اہل سیاست کی
دولت تو باندی ہے
(شباب للت)

چنگاری سلگتی ہے
سب سے بڑا فتنہ
یہ فرقہ پرستی ہے
(شاہدہ ناز)

ہندکو اور اردو ماہیے کے اس مختصر ثقافتی اور فکری جائزے سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے ان میں بہت حد تک اشتراک پایا جاتا ہے۔ مزید بر آں اس نے لالہِ خود رو کی صورت اپنے سفر کا آغاز کیا اور فطرت نے اس کی حنابندی میں اپنا کردار ادا کیا۔ اس کے ہیتی تنوع نے اس میں دلکشی پیدا کی ہے اور موضوعات کی بو قلمونی نے اسے انسانی جذبات و احساسات کا ترجمان بنا دیا ہے مگر اس کا اظہار یہ صرف جذبات ہی تک محدود نہیں بلکہ بنیادی انسانی فطرت اور انسان کے بنیادی مسائل کا عکاس بھی ہے۔ اس نے انسانی باطن سے نکل کر الوہی نظام فکر کو بھی اپنا موضوع بنایا ہے۔ امید کی جا سکتی ہے کہ یہ مستقبل میں بھی بدلتے انسانی رویوں اور معاشرتی و معاشی نظام کی عکاسی میں بہت حد تک کامیاب صنف کے طور پر سامنے آئے گا۔

حوالہ جات:

۱۔ صوفی عبدالرشید پروفیسر، ہزارے کے ہندکو لوک گیت (تنقیدی مضامین) ہندکو لینگویج بورڈ پاکستان، طبع اول ۲۰۱۵ء ص، ۳۵،۲۳۶۔

۲۔ بشیر احمد سوز پروفیسر ہزارہ میں ہندکو زبان وادب کی تاریخ ایبٹ آباد ادبیات ہزارہ، ص ۴۰

۳۔ ہزارہ میں ہندکو زبان وادب کی تاریخ، ص ۴۰

۴۔ ممتاز منگلوری ڈاکٹر مختصر تاریخ زبان وادب ہندکو اسلام آباد مقتدرہ قومی زبان ۲۰۱۰، ص ۴۱

۵۔ ممتاز منگلوری ڈاکٹر مختصر تاریخ زبان وادب ہندکو اسلام آباد مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۰، ص ۶۱

۶۔ ایضاً ص ۶۱

۷۔ ہزارے کے ہندکو لوک گیت، ص ۴۷

۸۔ مختصر تاریخ زبان وادب ہندکو، ص ۶۶

۹۔ مشہور ہے کہ ایک کسان نے اپنی ترنگ میں یہ ماہیا گایا۔ کوئی اللہ والا سن رہا تھا اس پر استغراق کی کیفیت طاری ہو گئی، کسان کو بلایا اور دوبارہ گانے کو کہا اسے کچھ نقدی انعام میں دی۔ بار بار وجد کے عالم میں کہتے جاتے تھے۔'' چمنی وچ تیل نیئں آ۔ہائے ہمارے دلوں کی چمنیاں روشن ہونے کی صلاحیت سے محروم ہو گئی ہیں ورنہ یار تو اتنا قریب ہے کہ اس سے ملنا دشوار نہیں۔ (بحوالہ ہزارہ کے ہندکو لوک گیت ص، ۴۶)

۱۰۔ انور سدید ڈاکٹر، اردو ادب کی تاریخ عزیز بک ڈپو لاہور طبع اول ۲۰۱۴۔۲۰۱۳، ص ۵۳۶

۱۱۔ عارف فرہاد اردو ماہیے کے خدوخال حرف اکیڈمی راولپنڈی اگست ۲۰۰۲، ص ۱۷

☆☆☆☆☆